عیسائیوں اور ہندوؤں کو یہ ہمت نہ ہوتی۔ ہمیں معلوم نہیں عالم عرب کی عرب لیگ اور اسلامی دنیا کا اسلامی سکرٹریٹ رابطہ عالم اسلامی اور مؤتمر اس وقت کیا کر رہے ہیں۔ اور یہ لمبی چوڑی اسلامی سلطنتیں آخر کس مرض کی دوا ہیں۔! اور کیا اسلامی برادری کے یہ طویل المیعاد جشن ایسے لاکھوں مظلوم بھائیوں کے زندہ درگور ہونے کی خوشی میں منائے جا رہے ہیں۔؟

ایک اطلاع کے مطابق بھارت کے قادیانیوں نے نام نہاد بنگلہ دیش کے لئے بھارت کی تمام پالیسیوں کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں "قادیان" کے مقام پر احمدیہ فرقہ کے ایک اجلاس میں بنگلہ دیش کیلئے بھارت کی پالیسی کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے مالی امداد دینے کا بھی اعلان کیا گیا۔ اور بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بنگلہ دیش تسلیم کرے اجلاس نے اپنے فرقہ کے تمام افراد کو ہدایت کی کہ وہ بنگلہ دیش کی تحریک میں ہر ممکن تعاون کریں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس تعاون کی اپیل صرف بھارتی قادیانیوں سے کی گئی ہے یا دنیا بھر کے تمام قادیانیوں سے مگر "قادیان" جیسے مرکز کی تقدیس" دنیا بھر کے قادیانیوں کیلئے نظر انداز کرنی مشکل ہے۔ ہم اس خبر پر اپنی طرف سے کیا حاشیہ آرائی کر سکتے ہیں۔ یہ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا اور اس کے ساتھ سعودی عرب کے مؤقر جریدہ البلاد، ۱ستمبر کی یہ اطلاع بھی پڑھئے جو ایڈیٹر نے پر جوش ایمانی جذبہ میں ڈوب کر اپنے ایڈیٹوریل میں دی ہے کہ محمود قاسم نامی مجیب الرحمان کے کسی نام نہاد ساتھی نے اسرائیل کا دورہ کیا۔ اسرائیل نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور باقاعدہ وفد کے ساتھ دوبارہ اپنے ہاں آنے کی دعوت دی، پورے جوش و خروش سے بنگلہ دیش کے موقف کو سراہا اور بیت المقدس میں اس کے لئے پریس کانفرنس کا انتظام کرایا گیا ـــ اسرائیل ـــ بھارت ـــ اور اس کے ساتھ قادیانیت؟ کیا ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں تو نہیں ہیں۔ قادیانیت اسرائیل کو اپنا سرپرست بھی سمجھ رہی ہے قادیانیت بنگلہ دیش کے لئے امداد کی اپیل بھی کر رہی ہے۔ اور قادیانیت پاکستان کی سلامتی اور تحفظ کی واحد علمبردار بھی بنی ہوئی ہے۔ یا للعجب۔ کیا تاریخ میں مسلمانوں کے خلاف ایسی دھاندلی کی کوئی اور مثال بھی مل سکتی ہے۔؟

اخبار جنگ کا ایک مراسلہ نگار مقیم امریکہ ۱۲ستمبر کے پرچہ میں اپنے مشاہدات امریکہ لکھتے ہوئے رقمطراز ہے: "آجکل امریکہ میں خباثت حاضرات اور علوم روحانیہ سے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

نئی پود افیون، گانجے کی نشہ آور مجذوبیت سے لیکر مردوں کی روحوں سے بات چیت کرنے اور علم نجوم سے حالاتِ زندگی تلاش کرنے کی طرف بہت مائل ہے۔ زیادہ ذہین اور متلاشی نوجوان مذاہب مختلفہ پر کتابیں پڑھتے اور تقریریں سنتے ہیں۔ اور ہر ایسے علامہ اور سوامی کے در پر پہنچتے ہیں کہ جہاں سے انہیں دلی اور روحانی تسلی ہو سکے۔ آجکل "YOGA" کا یہاں کافی تذکرہ ہے مگر سب سے زیادہ تسلط جادو ٹونکے کا ہے، ٹونے ٹوٹکے کا کاروبار زوروں پر ہے علوم رموز کے ہتھکنڈوں سے روپیہ بٹورنے والے کافی ہیں۔ کم و بیش دس گیارہ ماہنامے علوم مخفیہ پر یہاں چھپتے اور لاکھوں کی تعداد میں بکتے ہیں۔ ہر اخبار میں روزانہ نجوم کا کالم ہوتا ہے"

اس سے اندازہ لگائیے اس مہیب روحانی خلا کا جس سے آج کا یورپ دوچار ہے۔ سائنس فلسفہ اور ٹکنالوجی کا عہد عروج، روشن خیالی کے دعوے مگر چاند پر کمندڈالنے والا انسان جتنا بلندی پر جاتا ہے اتنا ہی تخیلات اور طلسمات کی کھائیوں میں گرتا جا رہا ہے۔ رمل وجفر، کہانت، جوگ اور یوگ القاء شیطان اور مرتاض جوگیوں کے گورکھ دھندوں سے جس مذہب نے انسان کو نکالا تھا اسے نظرانداز کرکے یورپ آج اپنی فطری طلب و تجسس کی پیاس کہاں کہاں بجھانا چاہتا ہے مگر فطرت کی تشنگی جس آب زلال سے بجھ سکتی ہے اسے تو ہاتھ نہیں بڑھایا جاتا۔ نتیجۃً بے چینی اور اضطراب بڑھ رہا ہے۔ اب اسے کون سمجھائے کہ سکون اور مسرت ان اوہام و خرافات میں نہیں نہ اسرار و رموز پر مبنی مخفی علوم میں یورپ کا مشینی انسان یہ دولت اگر پا سکتا ہے تو صرف اس آسمانی دین سے جو نہ عقل سے متصادم ہے نہ سائنس سے اس میں ظن و تشکیک کی کوئی تاریکی نہیں نہ جادو ٹوٹکے کی توہم پرستی، جسکا ظاہر اور باطن ایک ہے، دن اور رات برابر لیلھا کنہارھا ــــ مغرب کے مجبور و بے کس انسانو! اگر تمہیں سکون خاطر کی تلاش ہے، تو آؤ! محمد عربی صلوات اللہ علیہ کے مطب سے تمہاری تشنہ تپتی روح کو سکون اور آسودگی کا سارا سامان مل سکے گا۔ اور اسلام کے شجرۂ طوبیٰ کے سائے میں راحت قلب و نظر بھی۔

⁂

حجاز کے مشہور علم دوست بزرگ شیخ محمد نصیف، ۱۰ر جمادی الثانی کو جدہ میں واصل بحق ہوئے، خود بھی عالم تھے، زندگی علم کی اشاعت اور اہل علم کی قدردانی میں بسر ہوئی۔ متمول شخص تھے مگر سارے وسائل کو علم اور نوادرات علم کے فروغ و اشاعت کا ذریعہ بنایا ــ کچھ عرصہ قبل شیخ مکہ علامہ علوی مالکی کا بھی انتقال ہوا۔ آپ مکہ مکرمہ کی علمی زندگی کی رونق تھے۔ حرم شریف میں ان کا درس دورِ سلف کی یاد دلاتا۔ حجاز کی سرزمین میں ایسے بزرگوں کا وجود عنقا بنتا جا رہا ہے حق تعالیٰ مرحومین کو مقامات قرب سے نوازے۔ آمین۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق
۷ر شعبان ۱۳۹۱ھ

قسط ۲

از افاداتِ حضرت شیخ الاسلام
مولانا سید حسین احمد مدنی
قدس اللہ سرہٗ

شریعتِ اسلامیہ کا مغربی علوم اور تعلیمات سے موازنہ

_____ مگر مغربی علوم اور تعلیماتِ جدیدہ ان معانی سے عموماً خالی ہیں وہ خدا کے وجود اس کی غیر متناہی طاقتوں اور عالمِ آخرت کی جزا اور سزا۔ اس کی صفاتِ کاملہ سے (جو کہ کُل امن وامان کے ذرائع اور حقیقی ترقی انسانی اور روحانیت کاملہ کے وسائل تھے) نہ صرف بے پرواہ ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ایسی تعلیم پر استہزا کرنے والی اور الحاد و دہریت (جو کہ تمام مفاسد کی جڑ ہے۔) کی طرف کھینچ کر لے جانے والی ہیں۔ وہ روحانیت اور ملکیت کی دشمن اور مادہ پرستی کی شیدا ہے۔ وہ اسباب مزعومہ اور علل مخترعہ کی اس قدر فریفتہ ہے کہ اس کے نیازمندوں کو کبھی روح اور مافوق الطبیعۃ کا وہم و خیال بھی نہیں آتا۔ روحانی ترقیات اور ملکی صفات، و احوال سے اسکو انتہائی گریز ہوتا ہے۔ وہ خود غرضی کے میدان میں اس قدر سرگرم ہے کہ جس کے لئے اقوام اور امم کو ممالک و اقالیم کو موت کے گھاٹ اتار دینا اور بے زر و سیلہ و رسم بنا دینا نہ صرف جائز بلکہ کمال شمار کرتی ہے۔ چنانچہ یہی معاملہ تمام یورپین اقوام کا اپنی مستعمرات کے ساتھ جاری ہے۔

سرجان سٹور ۱۸۳۳ء میں کہتا ہے: برطانوی صنعت بڑھانے کے لئے ہندوستانی دستکاری کا گلا گھونٹنا بڑے فخر کے ساتھ انگریزی تدبر قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ برطانوی فسادات کا ایک بہت ہی بڑا ثبوت ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے ملک کی ترقی کے لئے انگریزوں نے کس طرح چونگی اور محصول لگا کر ہندوستانی صنعتی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

دوسری جگہ لکھتا ہے: لیکن ہندوستان کا عہدِ زریں گذر چکا ہے۔ جو دولت کبھی اس کے پاس تھی اس کا جزوِ اعظم ملک کے باہر کھینچ کر بھیج دیا گیا ہے۔ اور اس کے قدرتی عمل اس بدعملی کے ناپاک انتظام نے معطل کر دئے ہیں۔ جس نے لاکھوں نفوس کی منفعت کو چند افراد کی خاطر قربان کر دیا ہے۔ (حکومت خود اختیاری)

وہ نفاق اور ڈپلومیسی کو پایۂ فضیلت اور ذریعۂ فخر و مباہات سمجھتی ہے۔ سر جارج ایلن

اینڈ الوِن لندن کا مشہور پبلشر کتاب جنس تمدن سے اقتباس ذیل شائع کرتا ہے۔ موجودہ تمدن کا سارا لب لباب منافقت ہے۔ لوگ اپنا عقیدہ ظاہر خدا پر کرتے ہیں۔ لیکن عملاً اپنی جانیں تک مال پر قربان کرتے رہتے ہیں۔ زبانوں پر آزادی کا دعویٰ رہتا ہے۔ لیکن جو آزادی کے علمبردار ہوتے ہیں۔ ان کو ہی سزا ملتی ہے۔ دعویٰ مسیح کی پیروی کا ہے۔ اور اطاعت مسولینی کی کی جارہی ہے۔ عزت کے الفاظ عصمت کے متعلق استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن عملی زندگیاں حرامکاری اور آتشک کیلئے وقف ہیں۔ زبانی داد سچائی کی دیتے ہیں۔ لیکن عملاً اقتدار و اختیار کی کرسیوں پر بد دیانتوں ہی کو بٹھائے ہوئے ہیں۔ زبانوں پر اخوت کے نعرے ہیں۔ لیکن جو بھائی ان کی جنگ یا وطنیت یا قومیت کے بدمستانہ جلوسوں میں شریک نہیں ہوتے ان کے لئے یا جیل خانہ ہے، یا جلا وطنی، یا بندوق کی گولیاں۔ (سچ لکھنؤ ۲۴ر جنوری ۱۹۳۰ء)

وہ حدود و قوانین کی مراعات کرتے ہوئے ہر قسم کی بے حیائی فواحش، اسراف کو جائز رکھتی ہیں۔ وہ فضول خرچی کی نہ صرف اجازت دیتی ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ضروری قرار دیتی ہے۔ انگلستان اور دیگر ممالک یورپ اور امریکہ کے غیر صحیح النسل بچوں کی تعداد، ہائیڈ پارک اور دوسرے مقامات کی حرامکاری کی رپورٹیں اور اعداد و شمار، مادر زاد برہنگی کی روز افزوں ترقی وغیرہ طلاق اور خلع کا موجیں مارنے والا سیلاب دیکھئے اور غور کیجئے۔ وہ اپنے وطن اور قوم کے لئے ہر قسم کے مظالم ہر قسم کی دست درازیاں روا اور جائز سمجھتی ہیں۔

سرجان شور ۱۸۳۳ء میں کہتا ہے: "برطانیہ نے جو طرز حکومت قائم کیا ہے۔ اس کے تحت میں ملک اور باشندگان ملک رفتہ رفتہ محتاج ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان پرانے تاجروں پر جلد تباہی آگئی۔ انگریزی حکومت کی بنیں ڈالنے والی زیادہ ستانی نے ملک اور اہل ملک کو اتنا مفلس کر دیا ہے کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

جان سلیون کہتا ہے۔ ہمارا طرز حکومت اسفنج کی مانند گنگا کے دھارے سے ہندوستان کی دولت چوستا ہے۔ اور دریائے ٹائمس کے کنارے جا کر نچوڑ دیتا ہے۔ (حکومت خود اختیاری)

وہ مذہب اور دین کو جنون اور لغو قرار دیتے ہوئے لامذہبی کو مایۂ افتخار و مباہات سمجھتی ہے۔ وہ اس دنیوی زندگی اور مادی ترقی ہی کو مقصد حیات اور بام ترقی قرار دیتی ہے۔ اس کے بعد اس کے نزدیک کوئی مقصد اور مطمح نظر نہیں ہے۔ وہ انبیاء اور ان کی تعلیمات زاکیہ کو بے معنی اور دشمن انسانیت سمجھتی ہے۔ وہ رشتہ داروں میں میل ملاپ، بڑوں اور بزرگوں سے تادیب، چھوٹوں اور اپنوں پر شفقت

شفقت فقیروں اور مسکینوں کی خبر گیری اور ان پر خیرات وصدقات کی دشمنی ہے۔ وسادہ زندگانی اور کم خرچ معیشت ـــــــــ کی راہ میں انتہائی رکاوٹ پیدا کرنے والی اور سرمایہ دار مادہ پرست مغربی قوموں کے فیشن کا پرستار بنانے والی ہے۔ خیال فرمایئے کہ وہ امریکہ جس کے ہر فرد کی روزانہ آمدنی کا اوسط چودہ روپیہ ہے۔ اور وہ انگلستان جس کے ہر فرد کی اوسط روزانہ چھ روپے بارہ آنے ہے۔ (دیکھئے انقلاب مورخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۲۸ء)

اس کے فیشن اور تہذیب ومعارف کا اتباع اگر برطانی عہد کا وہ ہندوستان کرنے لگے جس کے ہر فرد کی روزانہ آمدنی کا اوسط ایک پنس بقول مسٹر ولیم ڈگبی اور ڈیڑھ آنہ بقول انقلاب ۲۹ر جولائی ۱۹۲۸ء اور تقریباً سوا آنہ بقول لارڈ کرزن پڑتا ہے۔ تو بجز ہلاکت اور بربادی کیا حاصل ہوگا۔ یہی اور ان کے مثل دیگر وجوہ ہیں۔ جنہوں نے عالم مشرق اور بالخصوص اسلامی دنیا اور بالاخص مسلمانان ہند کے علوم ومعارف اور ان کی درسگاہوں اور ان کی زندگانی کو تباہی کے گھاٹ میں اتار دیا۔ مغرب کے سربرآوردوں نے ہمیشہ سے مشرق کی تعلیم گاہوں اور علوم کو مٹانے میں انتہائی سرگرمی کا ثبوت دیا۔ وہ قرآن شریف جو کہ تمام علوم ومعارف کا سرچشمہ ہے۔ اور تمام کمالات دینی ودنیوی۔ روحانی اور مادی کا مرکز ومنبع ہے۔ جس وقت سے وہ اتارا گیا ہے آج تک محفوظ ومصؤن رہ کر ہر قسم کی تحریفات وغیرہ سے پاک اور صاف ہے۔ جس کے ہر قسم کے کمالات کا نہ صرف مسلمان بلکہ مخالفین بھی پرزور الفاظ میں اقرار کرتے رہے ہیں۔

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد میں لکھتا ہے: جہاں تک ہماری معلومات ہیں، دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس (قرآن مجید) کیطرح بارہا صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔

ڈاکٹر موریس فرانسیسی مشہور مصنف لکھتا ہے: قرآن دینی تعلیم کی خوبیوں کے لحاظ سے تمام دنیا کی مذہبی کتابوں سے افضل ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلیہ عنایت نے جو کتابیں دیں ان سب میں قرآن بہترین کتاب ہے۔ ڈاکٹر موریس کہتا ہے: قرآن نے دنیا پہ وہ اثر ڈالا جس سے بہتر ممکن نہ تھا۔ (تنقید الکلام مصنفہ سید امیر علی)

ڈاکٹر اسٹین گاس اپنی ڈکشنری میں لکھتا ہے۔ قرآن کی خاص خوبی اس کی ہمہ گیر صداقت میں مضمر ہے۔ جارج سیل (مشہور مترجم قرآن) کہتا ہے۔ قرآن جیسی معجز کتاب انسانی قلم نہیں لکھ سکتا۔ یہ مستقل معجزہ ہے۔ جو مردوں کو زندہ کرنیکے معجزہ سے بلند تر ہے۔ پادری وال ریسن بی ڈی (پیٹسبرگ کے گرجہ میں امن عالم کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے) کہتا ہے: مسلمانوں کا مذہب جو قرآن کا مذہب ہے، ایک امن اور

سلامتی کا مذہب ہے۔

گاڈ فری ہگینس کہتا ہے: قرآن کمزوروں اور غریبوں کا غمخوار ہے۔ اور ناانصافی کی جا بجا مذمت کرتا ہے۔ ڈاکٹر کینن آئزک ٹیلر (کلیسائی انگلستان کے صدر نشین کی حیثیت سے ۱۸۸۸ء میں تقریر کرتے ہوئے) کہتا ہے: اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تہذیب و تمدن کا علمبردار ہے۔

نیرالیسٹ (لندن کا مشہور اخبار) لکھتا ہے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ارشاد (قرآن) کی قدرو قیمت اور عظمت و فضیلت کو اگر ہم تسلیم نہ کریں تو ہم فی الحقیقت عقل و دانش سے بیگانہ ہیں۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن میں لکھتا ہے: منجملہ بہت سی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کے جو قرآن کے لئے واجب طور پر باعث فخر و ناز ہو سکتی ہیں۔ دو خوبیاں نہایت بیّن ہیں۔ یعنی اوّل تو اس کا مؤدبانہ اور ہیبت و رعب سے بھرا ہوا طرز بیان جو ہر اس مقام پر جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر یا اس کی ذات کی طرف اشارہ کرتی ہے اختیار کیا گیا ہے۔ اور جس میں خداوند عالم کی ذات سے ان جذبات اور اخلاقی نقائص کو منسوب نہیں کیا گیا۔ جو انسان میں پائے جاتے ہیں۔ دوسرے اس کا ان تمام خیالات و الفاظ اور قصوں سے مبرا ہونا جو فحش اور خلاف اخلاق اور غیر مہذب ہوں۔ حالانکہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ عیب، توریت وغیرہ کتب مقدسہ یہود میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ فی الحقیقت قرآن ان سخت عیوب سے ایسا مبرا ہے کہ اس میں خفیف سے خفیف ترمیم کی بھی ضرورت نہیں۔ اوّل سے آخر تک اسے پڑھ جائیے تو اس میں کوئی بھی ایسا لفظ نہ پائیے گا جو پڑھنے والے کے چہرہ پر شرم و حیا کے آثار پیدا کرے۔ قرآن میں ذات باری کی تعریف نہایت مشرح اور صاف ہے۔ اور جو مذہب اس نے ان خوبیوں کے ساتھ قائم کیا ہے وہ وحدانیت الٰہی کا نہایت پختہ اور شدید یقین ہے۔ اور بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو فلسفیانہ طور پر صرف ایسا مسبب الاسباب مان لیا جاتے جو اس عالم کو اپنے مقررہ قوانین پر چلا کر خود اپنی شان و عظمت کے ساتھ الگ ہے۔ کہ اس تک کوئی شے نہیں پہنچ سکتی۔ قرآن کی رو سے ہر وقت حاضر و ناظر ہے۔ اور اس کی قدرت کاملہ ہمیشہ اس عالم میں عامل اور متصرف ہے۔ علاوہ ازیں اسلام ایسا مذہب ہے جس کے اصولوں میں کوئی امر متنازعہ فیہ نہیں اور چونکہ اس میں کوئی ایسا معمہ نہیں جو سمجھ میں نہ آسکے اور زبردستی قبول کرنا پڑے اس لئے وہ لوگوں کے خیالات کو ایک سیدھی سادھی اور ایسی پرستش پر قائم رکھتا ہے جو تغیر پذیر نہیں ہے۔ حالانکہ تیز اور تند اور اندھا دھند جوش مذہبی نے پیروان اسلام کو اکثر اوقات آپے سے باہر کر دیا ہے۔

سب سے آخری بات یہ ہے کہ اسلام ایسا مذہب ہے کہ جس سے ولیوں، شہیدوں، تبرکات